احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جون ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

ملک کے ہمارے ایک احمدی نے یہ مطلع کیا بلکہ استفسار کیا، مجھ سے پوچھا کہ یہاں ایک بہت ہی مشہور مبصر اور بڑا ہی با اثر مبصر ہے اس نے موجودہ حالات پر جو تبصرہ کیا ہے یوں لگتا ہے کہ اس نے آپ کا خطبہ پڑھ کر یا خطبات پڑھ کر تمام وہ نکات قبول کر لئے ہیں جو آپ نے پیش کئے............ یہ بات میرے لئے ان معنوں میں اطمینان کا موجب بنی کہ مجھے مزید یقین ہو گیا کہ ان حالات پر میرے جو بھی تبصرے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہیں ورنہ فطرت انسانی اس طرح مختلف ممالک سے بیک آواز اس کی تائید میں تبصرے نہ کرتی اور تقریر اور تحریر کے ذریعے اس تعلیم کی تائید نہ کرتی"۔

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صفحہ 165)

پس خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے کہ اس آسمانی آواز کو جو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نازل ہوئی قبولیت کی سند حاصل کرے اور اسے غلبہ نصیب ہو۔ اسی کی لہروں کے ارتعاش سے پورا عالم مسحور ہو جائے۔ اب یہی ایک آواز ہے جو بنی نوع انسان کے روشن مستقبل کی ضامن ہے۔ اب اس کے ذریعے سے نظام جہان نو قائم کیا جائے گا۔ اب از سر نو ترقی کی بنیادیں رکھی جائینگی جن پر مسیح محمدی کے مزدور اپنے پیارے امام کی روحانی قیادت میں عظیم الشان عمارتیں تعمیر کریں گے۔ چنانچہ لکیر کے فقیر نہ بنو۔ "شاید" اور مایوسی کے اندھیروں سے نکل کر عظیم الشان روحانی امام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے نظام جہان نو کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کرو۔

"پس آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں آپ دیکھیں گے کہ یہ تکبر دنیا سے ہلاک کیا جائیگا اور طوفان ان پر اٹھائے جائیں گے اور ایسے ایسے خوفناک STORMS خدا کی تقدیر ان پر چلائے گی کہ جن کے مقابل پر ان کی تمام اجتماعی قوتیں بھی ناکام اور پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ نظام کہنہ مٹایا جائیگا۔ آپ یاد رکھیں اور اس بات پر قائم رہیں اور کبھی محو نہ ہونے دیں یہ اقوام قدیم جن کو آج اقوام متحدہ کہا جاتا ہے ان کے اطوار زندہ رہنے کے نہیں ہیں۔ یہ قومیں یادگار بن جائینگی اور عبرت ناک یادگار بن جائینگی اور ان کے کھنڈرات سے، اے توحید کے پرستارو! وہ آپ ہیں جو نئی عمارتیں تعمیر کریں گے نئی اقوام متحدہ کی عظیم الشان فلک بوس عمارتیں تعمیر کرنے والے تم ہو، اے مسیح محمدیؑ کے غلامو! جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ تم دیکھو گے............ یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں اور اس کی تقدیر کی تحریریں ہیں جنہیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ آپ وہ مزدور ہیں جنہوں نے وہ نئی عمارتیں تحریر کرنی ہیں نئی اقوام متحدہ کی بنیادیں توڑی جا چکی ہیں۔ آسمان پر پڑ چکی ہیں ان کی عمارتوں کو آپ نے بلند کرنا ہے"

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صفحہ 178)

امام الکلام

خدا تعالیٰ بھی اُن کو ہی پسند کرتا ہے

"امام اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے مامور ہو کر آوے اس میں اللہ تعالیٰ ایک جذب کی قوت رکھ دیتا ہے جس کی وجہ سے سعادت مند روحیں خواہ وہ کہیں ہوں اس کی طرف کھچی چلی آتی ہیں۔ جذب کا پیدا ہونا اپنے اختیار میں نہیں ہے بناوٹ سے یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اس بات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوں اور اس کی تعریفیں کریں بلکہ ان لوگوں میں طبعاً مخفی رہنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور ہونے لگے تو انہوں نے بھی عذر کیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار میں رہا کرتے تھے وہ اس کو پسند کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ خود ان کو باہر نکالتا ہے اور مخلوق کے سامنے لاتا ہے ان میں ایک حیا ہوتی ہے اور ایک انقطاع ان میں پایا جاتا ہے چونکہ وہ انقطاع تعلقات صافی کو چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ لیکن وہی انقطاع اور صفائی قلب اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کو پسندیدہ بنا دیتی ہے اور وہ ان کو اصلاح خلق کیلئے برگزیدہ کر لیتا ہے........

یہ بالکل سچی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر ایک قسم کا جبر کیا جاتا ہے۔ وہ کوٹھڑیوں میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی کو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ جبراً ان کو کوٹھڑی سے باہر نکالتا ہے۔ پھر ان میں ایک جذب رکھتا ہے اور ہزارہا مخلوق طبعاً ان کی طرف چلی آتی ہے۔ اگر فریب ہی کا کام ہو تو پھر وہ سرسبز کیوں ہو پیر اور گدی نشین آرزو رکھتے ہیں کہ لوگ ان کے مرید ہوں اور ان کی طرف آویں۔ مگر مامور اس شہرت کے خواہش مند نہیں ہوتے۔ ہاں وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مخلوق الٰہی اپنے خالق کو پہچانے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے۔ وہ اپنے دل میں بخوبی سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی ان کو ہی پسند کرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید صفحہ 7)

کلام امام

یہ فضل اور احسان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا!

"اللہ تعالیٰ ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا رازق۔ کثیر اور بے انتہاء انعام دینے والا مولیٰ فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اس کے ساتھ احسان کرتا ہے تو اس کے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے

جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا

اور ایسا ہی اس آدمی سے اس کے دل میں ایک قسم کی نفرت اور رنج پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے اور یہ ایک فطرتی اور طبعی تقاضا انسان کا ہے۔ پس اسی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو اور ان کو یاد کر کے اس محسن اور منعم کی محبت کو دل میں جگہ دو۔ اس کے بے شمار اور بینظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اس نے کیسی منور اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک خط اٹھاتے ہیں۔ کان دیئے جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں۔ زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہہ کر خود بخود خوش ہو سکتے ہیں۔ ہاتھ دیئے جن سے بہت سے فوائد خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں۔ پاؤں دیئے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں.........

غرض کل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان مالا مال ہو رہا ہے یہ اس کی ہی ذرہ نوازیاں ہیں جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنے والی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا۔ یہ اس کا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی صاف اور مصفا راہوں سے مطلع اور آگاہ ہوا۔ اور ایک ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکل کر روشنی اور نور میں آیا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی، باوجود ہم جنس ہونے کے، رضا سے واقف نہیں ہو سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا سے واقف ہونا کس قدر محال اور مشکل تھا۔ یہ خدائے تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی رضا کی راہوں کو بتلانے اور اپنی وراء الوراء مرضیوں کو ظاہر کرنے کیلئے انبیاء علیھم السلام کا سلسلہ قائم فرمایا..........

یہ احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جو......... سے مخصوص ہے کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالیٰ جیسا وقت ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اس کا یاد دلانے والا بھیج دیتا ہے۔ یہ انعام ہے۔ یہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا۔ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 149-150)

عربی منظوم کلام

(۱)

يُنَوِّرُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَجْهَ خَلَائِقٍ　　وَلٰكِنْ جَنَانِي مِنْ سَنَاكَ يُنَوَّرُ

سورج تو صرف لوگوں کے چہرے روشن کرتا ہے لیکن میرا دل تیرے نور سے روشن ہوتا ہے

تُحِيطُ بِكُنْهِ الْكَائِنَاتِ وَسِرِّهَا　　وَتَعْلَمُ مَا هُوَ مُسْتَبَانٌ وَّمُضْمَرُ

تو حقیقتِ کائنات اور اُسکے بھیدوں کو پورے طور پر جانتا ہے اور جو ظاہر اور پوشیدہ ہے تو سب سے آگاہ ہے

وَنَحْنُ عِبَادُكَ يَا إِلٰهِي وَمَلْجَائِي　　نَخِرُّ أَمَامَكَ خَشْيَةً وَّنُكَبِّرُ

اے میرے اللہ اور اے میری پناہ ہم تیرے بندے ہیں ۔ ہم تیرے آگے خوف سے گرتے ہیں اور تیری تکبیر کہتے ہیں

نَصَرْتَ لِإِفْحَامِ النَّصَارٰى قَرِيحَتِي　　وَهَدَّمْتَ مَا يُعْلِي الْخَصِيمُ وَيَعْمُرُ

نصاریٰ کے منہ بند کرنے کے لئے تُو نے میری فطرت کو مدد دی اور جو کچھ خصم بناتا رہا ہے سب کو تُو نے گرا دیا ہے

وَأَخَذْتَهُمْ وَكَسَرْتَ دَأْيًا مُنَضَّدًا　　وَأَتْمَمْتَ وَعْدَكَ فِي صَلِيبٍ يُكَسَّرُ

ان کو فنا کر کے تُو نے ان کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی ہے اور توڑے جانے کے قابل صلیب سے متعلق وعدہ پورا کر دیا ہے

فَسُبْحَانَ مَنْ بَارَ لِنُصْرَةِ دِينِهٖ　　وَأَخْزَى النَّصَارٰى فَضْلُهُ الْمُتَكَبِّرُ

وہ پاک ہے جس نے اپنے دین کی نصرت کے لئے مقابلہ کیا اور اس کے بڑے فضل نے نصاریٰ کو ذلیل کر دیا

سَقَانِي مِنَ الْأَسْرَارِ كَأْسًا رَوِيَّةً　　وَإِنْ كُنْتُ مِنْ قَبْلِ الْهُدٰى لَا أَعْثُرُ

مجھ کو اسرار کے چھلکتے ہوئے پیالے پلا کر سیر کر دیا ۔ ہر چند کہ میں اس کی راہنمائی سے قبل کچھ بھی نہیں جانتا تھا

(درثمین عربی مترجم صـ ۱۶-۱۷)

فارسی منظوم کلام

○

ہر دم از کارِ عالم آوازیست — کہ یکیش بانی و بِنا سازیست

یہ نظامِ عالم اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا کوئی بانی اور صانع ضرور ہے

نہ کس اورا شریک و انبازیست — نے بکارش دخیل و ہمرازیست

نہ کوئی اُس کا شریک ہے نہ ساجھی۔ نہ اُس کے کام میں کوئی دخیل ہے نہ کوئی اس کا ہمراز ہے

ایں جہاں را عمارت اندازیست — واز جہاں برتر است و ممتازیست

وہ اس جہان کو بنانے والا ہے مگر خود جہان سے بالاتر اور ممتاز ہے

وحدہٗ لاشریک حیّ و قدیر — لم یزل لایزال فرد و بصیر

وہ اکیلا۔ لاشریک۔ زندہ اور قادر ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ یگانہ اور باخبر ہے

کارسازِ جہان و پاک و قدیم! — خالق و رازق و کریم و رحیم

جہان کا کارساز۔ پاک اور قدیم ہے پیدا کرنے والا۔ رزق دینے والا۔ مہربان اور رحیم ہے

رہنمائے معلّمِ رہِ دیں — ہادی و ملہمِ علومِ یقیں!

(وہ ہمارا) راہنما اور معلّم دین ہے۔ وہ ہمارا ہادی ہے اور ہمیں یقینی علوم دینے والا ہے

متصف با ہمہ صفاتِ کمال — برتر از احتیاجِ آل و عیال

تمام صفاتِ کاملہ سے آراستہ۔ آل اور اولاد کی ضرورت سے بے نیاز ہے

(درثمین فارسی مترجم ص۲)

جستہ جستہ

مُبارک وہ جو اَب ایمان لایا
"مَیں تو اُن کے مُنہ کا بھُوکا ہُوں"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنے مکتوب بنام مکرم حضرت میر حامد شاہ صاحب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود.......... نے 29 جون 1900ء کی رات کو فرمایا:-

"دو پہاڑ میرے سینہ پر دھرے ہیں اور اس غم نے مجھے گداز کر رکھا ہے ایک یہ کہ قوم میں اندرونی طور پر تقویٰ و طہارت اور خدا تعالیٰ سے جیسا مصفی تعلق ہونا چاہیئے ہو۔ دوسرے یہ کہ بیرونی طور پر اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں وہ بڑے خطرناک ہیں"۔

مکرم محترم شیخ محمد نصیب صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ "حاجی عمر ڈار صاحب ساکن ناسنور (بعدہ آسنور) کشمیر نے سیاہ رنگ کا شیرو نام ایک گدی کتا تحفہ کے طور پر حضرت اقدس مسیح موعود........ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت نے گھر میں رکھ لیا۔ ایک دن استاذی المکرم حضرت قاضی امیر حسین صاحب نے حضرت خلیفہ المسیح الثانی سے کہا جو ان دنوں سکول میں پڑھتے تھے کہ میاں میرا نام نہ لینا مگر اپنے طور پر حضرت صاحب سے دریافت کرنا کہ حضرت حدیث میں آتا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا اور آپ کو تو وحی اور الہام ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعو......... نے حضرت میاں صاحب کو فرمایا: "ہاں بیٹا جس گھر میں انسان کا نفس کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا"۔ حضرت قاضی صاحب فرماتے تھے کہ میاں صاحب نے جب مجھے یہ سنایا میں شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا کہ ساری عمر قرآن و حدیث پڑھاتے رہے ہمیں یہ نکتہ سمجھ نہ آیا اور اس حدیث کو ظاہر پر محمول کرتے رہے مگر جو شخص مامور من اللہ تھا اس نے بلا تکلف سادگی سے اس معمہ کو حل کر دیا۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانی......... بیان فرماتے ہیں:-

"ان (یعنی حضرت منشی اروڑے خان صاحب) کی محبت کا یہ نقشہ مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ جو گو انہوں

نے مجھے خود ہی سنایا تھا مگر میری آنکھوں کے سامنے وہ یوں پھرتا رہتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ کے وقت میں بھی وہیں موجود تھا۔ انہوں نے سنایا کہ حضرت مسیح موعود......... نے وعدہ فرمالیا کہ جب فرصت ملی تو (کپور تھلہ) آجاؤں گا۔ وہ کہتے تھے ایک دفعہ کپور تھلہ میں میں ایک دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شدید ترین دشمن اڈے کی طرف سے آیا اور مجھے کہنے لگا تمہارا مرزا کپور تھلے آگیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو جب فرصت ملی تو وہ اطلاع دینے کا وقت نہ تھا اس لئے آپ بغیر اطلاع دیئے ہی چل پڑے۔ منشی اروڑے خان صاحب نے یہ خبر سنی تو وہ خوشی میں ننگے سر اور ننگے پاؤں اڈے کی طرف بھاگے۔ مگر چونکہ خبر دینے والا شدید ترین مخالف تھا اور ہمیشہ احمدیوں سے تمسخر کرتا رہتا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ تھوڑی دور جا کر مجھے خیال آیا کہ یہ بڑا خبیث دشمن ہے اس نے ضرور مجھ سے ہنسی کی ہوگی۔ چنانچہ مجھ پر جنون سا ہی ہوگیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ نہ معلوم حضرت مسیح موعود......... آئے بھی ہیں یا نہیں میں کھڑا ہوگیا۔ اور میں نے اسے بے تحاشا برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ تو بڑا خبیث اور بدمعاش ہے تو کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا اور ہمیشہ ہنسی کرتا رہتا ہے بھلا ہماری قسمت کہاں کہ حضرت صاحب کپور تھلہ تشریف لاویں۔ وہ کہنے لگا آپ ناراض نہ ہوں اور جا کر دیکھ لیں۔ مرزا صاحب واقعہ میں آئے ہوئے ہیں اس نے یہ کہا تو پھر میں دوڑ پڑا۔ مگر پھر خیال آیا کہ اس نے ضرور دھوکا کیا ہے چنانچہ پھر میں اسے کوسنے لگا کہ تو بڑا جھوٹا ہے ہمیشہ مجھ سے مذاق کرتا رہتا ہے۔ ہماری قسمت ایسی کہاں کہ حضرت مسیح موعود......... ہمارے تشریف لائیں۔ مگر اس نے پھر کہا کہ منشی صاحب وقت ضائع نہ کریں۔ مرزا صاحب واقعہ میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پھر اس خیال سے کہ شائید واقعہ میں آ ہی گئے ہوں میں دوڑ پڑا۔ مگر پھر یہ خیال آجاتا کہ کہیں اس نے دھوکا ہی نہ دیا ہو۔ چنانچہ پھر اس خیال سے کہ شائید واقعہ میں آ ہی گئے ہوں میں دوڑ پڑا مگر پھر یہ خیال آجاتا کہ کہیں اس نے دھوکا ہی نہ دیا ہو۔ چنانچہ پھر اسے ڈانٹا۔ آخر وہ کہنے لگا مجھے برا بھلا نہ کہو اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ واقعہ میں مرزا صاحب آئے ہوئے ہیں۔ غرض میں کبھی دوڑتا اور کبھی یہ خیال کر کے کہ مجھ سے مذاق ہی نہ کیا گیا ہو ٹھہر جاتا میری یہ ہی حالت تھی کہ میں نے سامنے کی طرف جو دیکھا تو حضرت مسیح موعود مہدی معہود تشریف لا رہے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......... بیان فرماتے ہیں:-

"مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہ بھول سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود......... کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دیکر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ پر

ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دیدیں اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہو گئی اور وہ چیخیں مار مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں کچھ حیران سا ہو گیا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں۔ مگر میں خاموش کھڑا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان کے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اس طرح وہ کئی منٹ روتے رہے......... جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا۔ مگر جب بھی چھٹی ملتی قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ پیدل ہی طے کرتا تھا تا کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں۔ مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا۔ یہاں آ کر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی ہو اور میں حضرت مسیح موعود مہدی معہود کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہو گئی (اس وقت ان کی تنخواہ شائید بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی۔ اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈ کی صورت میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود...... کی خدمت میں پیش کروں گا پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہو گئی تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کر دی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہو گئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اس طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا۔ اور میرا یہ منشاء تھا کہ میں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود............ کی خدمت میں پیش کروں گا مگر جب دل کی آرزو پوری ہو گئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو.................. یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرے کو اس طرح پورا کیا جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود............ کی وفات ہو گئی!۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے خوب یاد ہے اور اس واقعہ کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ جب 1916ء میں مسٹر والٹر آنجہانی جو

آل انڈیا وائی ایم سی اے کے سیکرٹری تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیق کرنے کے لئے قادیان آئے تھے۔ انہوں نے قادیان میں یہ خواہش کی کہ مجھے بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے "رفیق" سے ملایا جائے اس وقت منشی اروڑے خان صاحب مرحوم قادیان میں تھے۔ مسٹر والٹر کو منشی صاحب مرحوم کے ساتھ "بیت" مبارک میں ملایا گیا۔ مسٹر والٹر نے منشی صاحب سے رسمی گفتگو کے بعد دریافت کیا کہ آپ پر مرزا صاحب کی صداقت میں سے سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا۔ منشی صاحب نے جواب دیا کہ میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانتدار اور خدا پر ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا ہوں مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر منشی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود......... کی یاد میں اس قدر بے چین ہو گئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔ اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اور ان کے چہرہ کا رنگ ایک دھلی ہوئی چادر کی طرح سفید پڑ گیا تھا اور بعد میں انہوں نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر بھی کیا اور لکھا کہ جس شخص نے اپنی صحبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کئے ہیں اسے ہم کم از کم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے"۔

بقیہ: دعوت الی اللہ صفحہ ۳۲

کیا ہی خوش قسمت وہ انسان ہے جو حضرت مسیح موعود کی اس دعا کا وارث بنتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دیں است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

(اے خدا! سینکڑوں رحمتیں نازل کر اس شخص پر جو دین کی امداد کرنے والا ہے اور اگر وہ کبھی مشکل میں پھنس جائے تو تو اپنے فضل سے اس کی مشکل کو دور کرنا)

ورنہ اس کے لئے یہ وعید بھی ہے جیسا کہ فرمایا:۔

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ او را فکر دینِ احمدؐ مختار نیست

کوئی ہو جسے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے پھیلانے کی خواہش نہیں ہے اور اسے اس بات کا درد نہیں ہے اللہ تعالیٰ اسے شاد کام نہ کرے)

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث
(احمدیت کے روشن مستقبل پر یقین محکم)

محترم محمود مجیب اصغر صاحب ۔ مظفر گڑھ

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ............فرماتے ہیں:-

"سچائی کی فتح ہوگی اور............ کے لئے پھر اس تازگی اور خوشی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام)

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی"۔ (تذکرۃ الشہادتین)

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"۔ (تجلیات الٰہیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث...... کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو احمدیت کے روشن مستقبل پر یقین محکم ہے

چنانچہ 1980ء کے دورہ مغرب کے دوران ایک صحافی کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

"میں......... کے ساری دنیا میں غالب آنے کے بارہ میں پُرامید ہی نہیں پُریقین ہوں اس لئے بھی کہ حالات اور زمانہ کی حرکت ہمارے حق میں ہے"۔ (دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 288)

آپ نے اپنی امامت کے آغاز پر 25 سے 30 سال کے اندر اندر دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے کی بشارت دی چنانچہ آپ 1965ء میں خلیفہ المسیح منتخب ہوئے اور اسی سال آپ نے یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی 25 سال کے حساب سے یہ سن 1990ء بنتا ہے اور 30 سال کے حساب سے یہ سن 1995ء بنتا ہے۔ ایک اور موقع پر آپ نے 1990ء اور 1995ء کے درمیانی عرصہ کو بہت اہم قرار دیا اور فرمایا کہ ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ احمدیت کی ترقی کے آثار بہت نمایاں اور واضح ہو جائیں گے آپ نے بڑی وضاحت سے کمیونزم کے زوال کی پیشگوئی فرمائی اور آپ کی تحریروں سے روس کا انقلاب 1990ء اور 1995ء کے درمیان وقوع پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ افریقی ممالک میں بطور خاص ترقی اور امریکہ کینیڈا میں وسعت پیدا ہونے اور اسی طرح یورپی ممالک میں احمدیت کے شاندار مستقبل کی آپ نے خبریں دیں۔

آپ کو ان امور کے پورا ہونے کا ایک محکم یقین تھا اور آپ نے ان بشارات کو بڑی تحدی سے پیش فرمایا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان بشارات کے پورا ہونے کے لئے جماعت کو بڑی قربانیوں کے مراحل سے گذرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ان معین سالوں میں ہم وہ سب کچھ ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں جن کی آپ نے نشاندہی فرمائی تھی۔

25، 30 سالوں میں عظیم روحانی انقلاب

انتخاب خلافت کے اگلے روز 9- نومبر 1965ء کو فجر کی نماز کے بعد آپ نے ایک تقریر میں فرمایا:-

"آج دنیا آپ کو بھی کمزور سمجھتی ہے اور مجھے بھی بہت ہی کمزور سمجھتی ہے لیکن ایک دن آئے گا کہ لوگ حیران ہوں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کتنی بڑی طاقت ہے"

(الفضل 3 دسمبر 1965ء)

ابتدائی دنوں کی ہی بات ہے آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 دسمبر 1965ء میں یہ عظیم الشان بشارت سنائی فرمایا:-

"میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں

کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے میں نہیں کہہ سکتا وہ کون سی خوش قسمت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی وہ افریقہ میں ہوں گے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی...." (الفضل 9 جنوری 1966ء)

اس امر کا اعلان آپ نے اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر بھی کیا اور فرمایا:-

"دنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو نہیں روک سکتے"۔
(خطاب 21 دسمبر 1965ء)

1970ء میں آپ نے افریقہ کا دورہ فرمایا اور سیرالیون میں ایک خطاب کے دوران فرمایا:-

"میں آپ کو پوری قوت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ...... کے غلبے کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی احمدیت فتح مند ہو کر رہے گی انشاء اللہ آئندہ 25 سال کے اندر اندر .... کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے میں بوڑھوں اور جوانوں، مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر آگے بڑھو ...... کی فتح کا دن اٹل ہے اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ...... کے غلبے کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شامل حال رہا تو بظاہر یہ ناممکن ممکن ہو کر رہے گا"۔ (الفضل 29 دسمبر 1973ء)

جرمنی میں اشاعت

حضرت خلیفہ المسیح الثالث نے بعض مخصوص علاقوں کے بارہ میں بھی بشارتیں دیں اس سلسلہ میں چند رؤیا اور کشوف کا بھی آپ نے بعض مواقع پر ذکر کیا۔ چنانچہ 1967ء میں سفر جرمنی کے دوران آپ نے فرینکفورٹ میں جرمن قوم کے متعلق اپنا ایک پرانا خواب سنایا کہ "ایک جگہ ہے وہاں ہٹلر بھی موجود ہے اور وہ حضور سے کہتا ہے کہ آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں چنانچہ وہ حضور کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف اشیاء پڑی ہیں کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے اس پتھر پر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لکھا ہوا ہے۔ حضور نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر

دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر ان کے دلوں میں...... قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے"۔
(تاریخ احمدیت جلد سیزدھم)

فجی کے بارہ میں بشارت

16- مئی 1968ء کو ڈائری میں تحریر فرمایا:۔
"چند دن ہوئے فجی کی جماعت کے لئے بہت پریشان تھا بہت دعائیں کیں خواب میں دیکھا بہت جلی حروف میں لکھا ہے حضرت مسیح موعود............ کا الہام

"میں تیری...... کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

افریقہ میں ترقیات

1970ء میں افریقہ اور یورپ کا دورہ فرمایا اور افریقہ میں ترقیات کے بارہ میں فرمایا:۔
"........ہر جگہ خصوصاً افریقہ میں بسرعت ترقی کر رہا ہے اور وہاں .... کی وسیع اشاعت کے امکانات پہلے سے زیادہ روشن اور اس کے غلبہ کے آثار دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں"
(ماہنامہ خالد ربوہ مغربی افریقہ نمبر ستمبر 1970ء)

چنانچہ آپ کے دور میں حضرت خلیفہ المسیح اوّل کا وہ عظیم الشان رؤیا پورا ہوا جس میں بتایا گیا تھا کہ مغربی افریقہ میں پانچ لاکھ تعلیم یافتہ عیسائی احمدیت کی آغوش میں آجائیں گے۔
ایک موقع پر حضرت خلیفہ المسیح الثالث نے فرمایا:۔
"گذشتہ پچاس سال کے دوران ہم افریقہ میں پانچ لاکھ عیسائیوں کو (احمدی) بنا چکے ہیں"
(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 288)

سپین میں احیاء نو

1970ء کے دوران آپ نے سپین کا سفر بھی اختیار فرمایا اور آپ کے سامنے سپین میں احیاء نو کا نظارہ آیا آپ کی جو کیفیت تھی اس کی ایک جھلک 25 مئی 1970ء کو لندن سے میڈرڈ سفر کے دوران ظاہر ہوئی اس وقت کے امام لندن بشیر احمد خان صاحب رفیق ساتھ تھے وہ بیان کرتے ہیں:۔
"ہوائی جہاز میں سفر دو گھنٹے میں طے ہوا جوں جوں میڈرڈ قریب آتا تھا حضور کی طبیعت میں ایک

اضطراب کی سی کیفیت نظر آنے لگی میڈرڈ کا ہوائی اڈہ نظروں کے سامنے آیا تو حضور نے پیچھے مڑ کر فرمایا۔ مجھے تو طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں"۔ (الفضل 5 مئی 1971ء)

چنانچہ اس کے دس سال بعد 1980ء میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں بیت بشارت پیدرو آباد (قرطبہ) کے سامان پیدا فرمائے اور 9 اکتوبر 1980ء کو آپ نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ اس کا سنگ بنیاد رکھا اور اس سرزمین پر پہلا جمعہ پڑھایا۔

حضرت مصلح موعود کا ایک عظیم الشان رؤیا

اور امریکہ اور روس کے بارہ میں بشارات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1976ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا کسی بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورہ امریکہ تھا آپ نے واشنگٹن میں حضرت مصلح موعود کا ایک رؤیا سنایا فرمایا:۔

"حضرت مصلح موعود کا ایک خواب ہے آپ نے دیکھا حضرت مسیح موعود تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہ کر واپس آیا ہوں اور اب روس جارہا ہوں۔ خلیفہ مامور من اللہ کا جانشین اور قائمقام ہوتا ہے خلفائے سلسلہ احمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجھے امریکہ کا دورہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس خواب کی بناء پر ہم امید رکھتے ہیں کہ آئندہ پانچ سال کے دوران امریکہ میں .... کے حق میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوں گی اور پھر روس میں انقلابی تبدیلیوں کا آغاز ہوگا اور انشاءاللہ وہاں بھی .... کے غالب آنے کے سامان پیدا ہوں گے"۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دورہ امریکہ نمبر دسمبر 1976ء جنوری 1977ء)

آپ نے 13 اگست 1976ء کو جماعت ہائے امریکہ کی طرف سے دی گئی الوداعی دعوت میں واشنگٹن میں روسی سفارت خانہ کے کلچرل اتاشی مسٹر محمد عثمانوف کو روس میں غلبہ .... کی پیشگوئیوں سے بھی آگاہ فرمایا۔ (بحوالہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1976ء)

حضرت مسیح موعود کی کشفی نظروں نے یہ نظارہ دیکھا میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں"۔ (تذکرہ طبع سوم صفحہ 813)

امریکہ اور کینیڈا کے بارہ میں عظیم الشان بشارات

1980ء میں آپ نے دوبارہ امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا اور کینیڈا میں فرمایا:۔
"آج سے ایک سو سال کے اندر اندر عالم انسانیت کی بہت بڑی تعداد .... میں داخل ہو جائے گی اور جنت کی طرح زندگی گزارے گی...... میں اس وقت یہاں نہیں ہوں گا اور ممکن ہے کہ آپ بھی نہ ہوں لیکن آپ کے بچے لازمی طور پر یہ دیکھیں گے"۔ (ماہنامہ خالد ربوہ نومبر دسمبر 1980ء)

یورپ میں احمدیت کا فروغ

دورہ یورپ 1980ء کے دوران فرمایا:۔
"ہم اپنی جدوجہد کے موجودہ مرحلہ میں تعداد کو چنداں اہمیت نہیں دیتے مسیح علیہ السلام نے زندگی بھر میں جتنے عیسائی بنائے تھے اس سے زیادہ ہم وہاں احمدی بنا چکے ہیں۔ ابتدائی مراحل میں تعداد کو نہیں بلکہ رفتہ رفتہ رونما ہونے والی ذہنی تبدیلی کو اہمیت حاصل ہوتی ہے بالآخر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ لوگ ہر طرف سے مایوس ہو کر دھڑا دھڑ صداقت کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں اور حق غالب آجاتا ہے اس وقت اہل یورپ اپنے مادی نظریات میں مگن ہیں لیکن وہ ان نظریات کے پیچھے پڑ کر اپنے لئے مسائل کا انبار لگا رہے ہیں اور ان مسائل کا حل ان کے پاس نہیں ہے آخر جب وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے اور انہیں اپنے ہر آن بڑھنے والے مسائل کا کوئی حل نظر نہیں آئے گا تو انہیں .... کی طرف آنا پڑے گا اور جب .... ان کے مسائل حل کر دکھائے گا تو ان کے لئے ...... کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہے گا یہ وہ وقت ہو گا جب وہ جوق در جوق .... میں داخل ہوں گے۔
حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آج سے 90 سال پہلے اکیلے تھے وہ اکیلا انسان 90 سال میں ایک کروڑ بن چکا ہے اگر آئندہ 90 سال میں ان ایک کروڑ احمدیوں میں سے ہر احمدی ایک کروڑ بن جائے تو کیا آئندہ ایک صدی میں دنیا کی ساری آبادی احمدی نہیں ہو جائے گی اور .... ساری دنیا میں غالب نہیں آئے گا بہر حال .... آگے بڑھ رہا ہے یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا اور انشاء اللہ پورے کرہ ارض پر چھا جائے گا" (دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 229 - 230)

پندرھویں صدی ہجری میں اشتراکیت کا خاتمہ اور امت واحدہ کا قیام

"چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگھم پر آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:-

"پندرھویں صدی ہجری میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی...... میری روحانی آنکھ دیکھ رہی ہے کہ ....کا دشمن بت پرست شرک کو چھوڑ دے گا اور خود پجاری کے ہاتھ سے بتوں کو توڑ دیا جائے گا اور وہ کروڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمت بھری ہوئی ہے وہ شرک سے خالی ہو کر خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھر جائیں گے......... پندرھویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے ان کی اس ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سامانوں کے ذریعہ سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں......... کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا........ پندرھویں صدی میں ساری دنیا امت واحدہ بن جائے گی اور ایک خدا ہو گا اور ایک رسول ہوں گے اور ایک شریعت ہو گی اور ایک قرآن ہو گا اور ہر نسل اپنے مسائل کا حل قرآن سے ڈھونڈے گی...." (الفضل 24 نومبر 1980ء)

دنیا میں جس ترتیب سے انقلاب برپا ہوں گے اور کمیونزم کا خاتمہ ہو گا اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"دنیا میں ایک فساد برپا ہے نوع انسانی کے لئے دعائیں کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے بلکہ اس کا یہ فرض ہے حضرت مہدی نے جماعت کی یہ ڈیوٹی لگائی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا میں دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے اور ...... کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے آیا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ .... کے دو حصے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا اور بنی نوع انسان کے حقوق کو ادا کرنا ظاہر ہے نوع انسانی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خدا کے منکر اور اس کو گالیاں دینے والے اور اس کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے علی الاعلان کہا کہ وہ زمین سے خدا کے نام کو اور آسمانوں سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے خدا نے ہمیں کہا تم ان کے لئے بھی دعائیں کرو اس لئے ہم ان کی ہدایت کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ خدا کے حقیقی پیار سے محروم ہیں دنیا کی یہ عارضی ترقیات تو کوئی معنی نہیں رکھتیں انسان نے پہلی دفعہ تو یہ ترقی نہیں کی اصطلاحاً بڑے بڑے فراعنہ دنیا میں پیدا ہوئے اور ان میں سے ایک وہ بھی تھا جس کا نام بھی فرعون تھا جس کی قوم بڑی شاندار اور مہذب کہلاتی تھی دنیا میں اس نے بڑا رعب قائم کیا مگر کہاں گئے وہ لوگ؟ اور کہاں گئیں سرمایہ دارانہ حکومتیں؟ ایک وقت میں سرمایہ دار دنیا میں چھائے ہوئے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ انسان کے اوپر سوائے سرمایہ داری کے اور کوئی چیز حکومت نہیں کر سکتی وہ پیچھے چلے گئے۔ دوسرے نمبر پر کمیونزم آ گیا یہ بھی پیچھے چلا جائے گا

صدیوں کی بات نہیں دوست میری بات یاد رکھیں یہ صدیوں کی بات نہیں درجنوں سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا اور پھر دوسری طاقتیں آ جائیں گی اور ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی، پھر خدا اور اس کا نام لینے والی جماعت، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی جماعت اور .... کا جھنڈا دنیا کے گھر گھر میں گاڑنے والی جماعت آگے آئے گی اور پھر اس دنیا میں اخروی جنت سے ملتی جلتی ایک جنت پیدا ہوگی اور ہر انسان کی خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے اور تلخیاں دور کر دی جائیں گی اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا انسان اپنی زندگی کی شاہراہ پر خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا اور خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے گا اور اس طرح وہ اپنی زندگی کے آخر میں اپنی منزل اپنے مقدر یعنی خاتمہ بالخیر تک پہنچ جائے گا یہ عملاً نسلاً بعد نسل رونما ہوگا اور پھر قیامت آ جائے گی"۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 26 دسمبر 1974ء بحوالہ جلسہ سالانہ کی دعائیں)

مخالفت کی شدت میں غیر معمولی اور دائمی ترقیات

دسمبر 1973ء میں آپ نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے جو (23 مارچ 989 ء کو شروع ہونی تھی) صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کا اعلان فرمایا جس کے نتیجے میں مخالفت کا ایک زبردست ریلا آیا اور 1974ء میں جماعت کو ایک بار پھر ابتلاء کے دور میں سے گزرنا پڑا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں بشارت دی

وَسِّعْ مَکَانَکَ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ

یعنی تم وسعتی منصوبے بناؤ ہم استہزاء کرنے والوں کے لئے خود کافی ہیں مخالفت کے سلسلہ میں آپ نے ایک موقع پر فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود......... نے خود ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس وقت جب کہ کسی ایک آدمی نے بھی میری بیعت نہیں کی تھی البتہ میرے چند دوست تھے اس وقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے دو سو چوٹی کے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا کر کفر کا فتوی دیا اور آپ کو واجب القتل ٹھہرایا اور لکھا کہ جو آپ کو قتل کرے گا وہ ثواب کمائے گا اس فتویٰ نے ہندوستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا اس وقت ان کفر کے فتووں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تو اب کیا پہنچائیں گے ہم تو کفر کے فتووں کی بوچھاڑ میں کہیں سے کہیں پہنچ گئے ساری دنیا میں اب احمدیت پھیل گئی یہ حماقت ہی ہے کہ کوئی سمجھے کہ پاکستان میں احمدیوں کو قتل کر کے لوگ

احمدیت کو مٹا سکتے ہیں........ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بہت بڑے وعدے دیئے ہیں جنہیں ہم پوری دنیا میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں انگریزوں نے ایک وقت میں یہ کہا تھا کہ ان کی وسیع و عریض برٹش کامن ویلتھ پر سورج غروب نہیں ہوتا وہ زمانہ ختم ہو گیا اب برٹش کامن ویلتھ پر تو سورج غروب ہوتا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا لیکن خالی یہ چیز نہیں ایک اور چیز بھی ہے جس کا انگریز دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن جس کا جماعت احمدیہ یہ دعویٰ کر سکتی ہے اور وہ یہ کہ ہر صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو جماعت کو پہلے سے زیادہ کثیر اور پہلے سے زیادہ مضبوط دیکھتا ہے"۔

(احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب)

اس سلسلہ میں آپ نے ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"اس زمانہ میں ایک عظیم ترین واقعہ رونما ہو چکا ہے اور تم اس کے عینی شاہد ہو وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب حضرت مہدی کی بعثت ظہور میں آچکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں آپ کا ایک روحانی فرزند مبعوث ہو گا اور اس کے زمانہ میں........ ساری دنیا میں غالب آئے گا سو آپ کا وہ روحانی فرزند وہ موعود مہدی آ گیا ساری دنیا نے متحد ہو کر اس کی مخالفت کی لیکن وہ اسے اس کے مقصد میں کامیاب ہونے سے نہ روک سکی وہ جو اکیلا تھا ایک صدی کے اندر اندر ایک کروڑ بن گیا اور ساری دنیا میں اس کو ماننے اور اس پر ایمان لانے والے پیدا ہو گئے خدا تعالیٰ نے دنیا پر آشکار کر دکھایا ہے کہ وہ اپنی اس جماعت یعنی جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور غلبہ کے کام میں وہ اس کی مدد کر رہا ہے اور اب میں خدا تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ کو بتاتا ہوں کہ اگلی صدی جو عنقریب شروع ہونے والی ہے غلبہ........ کی صدی ہو گی اس میں .... ساری دنیا میں غالب آ جائے گا انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 522-523)

مشکلات کا دور اور حضرت خلیفہ ثالثؒ کا وصال

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے آخری جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر 27 دسمبر 1981ء کے خطاب کے دوران فرمایا:۔

"اگلے نو سال جو ہیں، ہماری زندگی کے، وہ بڑے اہم ہیں مشکل بھی ہیں ایک معنی میں، لیکن اتنی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں کہ اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا، اس واسطے ہر چیز بھول کر........ ایک زندگی گزارو اور وہ دین........ کو غالب کرنے کی جو مہم ہے، اسے کامیاب کرنا........ ایک فرد نہیں سارا

خاندان اور خاندانوں کا مجموعہ ہی جماعتیں اور قومیں بنا کرتی ہیں ایک ہو کر انتہائی کوشش کرے ایک جہت ہماری مقرر ہے خدا تعالیٰ کے عشق میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانہ اور ایک مقصد سامنے ہے کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے"۔

(بذریعہ کیسٹ)

خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ 1981ء کے 9 سال بعد 1990ء کا سن بنتا ہے اور اس عرصہ کے دوران حضرت خلیفہ المسیح الثالث کا چند یوم کی بیماری کے ساتھ ہی 8 اور 9 جون 1982ء کی درمیانی شب کو پونے ایک بجے کے قریب اسلام آباد (پاکستان) میں وصال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ساتھ 10 جون کو خلافت رابعہ کا آغاز ہوا۔

عظیم روحانی تجلیات

چنانچہ احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر کے دور میں ہوا۔ اس سے تھوڑا عرصہ قبل 1984ء میں حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اضطراری حالات میں پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی ادھر پاکستان میں مقدمات اور احمدیوں کے قتل وغارت کا ایک خونی باب شروع ہوا 23 مارچ 1989ء میں دوسری صدی کا انہی حالات میں آغاز ہوا۔

1990ء تک ایک طرف جماعت کو مشکلات کا سامنا رہا اور دوسری طرف یہ دور بڑا ہی اہم ثابت ہوا اور ہم نے اس دور کو الٰہی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے پایا جیسا کہ حضرت خلیفہ المسیح الثالث نے فرمایا تھا۔ آپ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا تھا:۔

"1990ء سے 1995ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ......... کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے"۔ (الفضل ربوہ 8 اگست 1973ء)

خدا کی عجیب شان ہے کہ اس پانچ سالہ دور کے آغاز پر ایک طرف سو سالہ جلسہ سالانہ کے موقع پر 1991ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان تشریف لے گئے اور دوسری طرف USSR کی حکومت ٹوٹ گئی اور کمیونزم زوال پذیر ہونا شروع ہوا خلیفہ المسیح کے خطبات سیٹلائٹ کے ذریعے مع تصویر ساری دنیا میں ٹیلی کاسٹ ہونے کا آغاز ہوا غرض اللہ تعالیٰ کے بے شمار وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم خود دیکھ رہے ہیں سو زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، تقریباً سوا سو ممالک میں احمدیت کا پھیلاؤ، آسٹریلیا، امریکہ، یورپ، افریقہ، ایشیاء کے براعظموں میں بیوت الذکر کی تعمیر، جماعت کے مالی نظام میں غیر معمولی وسعت اور سیٹلائٹ کے ذریعے خلیفہ المسیح کا ساری دنیا سے رابطہ، روس میں احمدیت کی دعوت

کے لئے راہ ہموار ہونا وغیرہ ایسے امور ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔

اکتوبر 1992ء میں کینیڈا کی عظیم الشان بیت الذکر کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاندار افتتاح فرمایا اور معرکتہ الآرا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ دنیا کے پانچوں براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہوا جس میں آپ نے یہ مژدہ بھی سنایا کہ

"اب وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ اب وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے دسیوں گنا تیزی کے ساتھ اور میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ سینکڑوں گنا زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ کر پھیلنے والی اور دنیا کو فتح کرنے والی، دنیا کے قلوب کو فتح کرنے والی ہے۔

یہ صدی ایک غیر معمولی صدی ہے ابھی تو آغاز ہوا ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ یہ تو ابھی چند سالوں کی بات ہے تصور کریں اس صدی کے اختتام تک حضرت مسیح موعود.......... کے دیوانے......... کو کہاں کہاں تک پہنچا کر نہیں چھوڑیں گے پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ دعاؤں اور کوششوں اور دن بدن بڑھتی ہوئی قربانیوں کے ساتھ اس نیک کام کو آگے بڑھاتی چلی جائے گی اور وہ جھنڈا جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دنیا کے غلبے کا مقدر کیا جاچکا ہے ہمیں ادنیٰ غلاموں کو یہ توفیق ملے گی کہ یہ جھنڈا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں تھمائیں۔

اے آقا! اے تمام جہانوں کے رسول! اے سید ولد آدم! اے تمام انبیاء کے سردار! یہ تیرا جھنڈا ہے تیرے ادنیٰ غلاموں کو تیری دعاؤں کی برکت سے یہ توفیق ملی ہے اس جھنڈے کو آج سارے عالم میں گاڑدیں پس تو اور تیرا نام ہمیشہ بلند رہے آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ ہر ملک —— ہر براعظم کے ہر قریے قریے سے تجھ پر سلام اور درود بھیجتی رہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ٹورانٹو کینیڈا 16 اکتوبر 1992ء)

بقیہ: صا۴

"جو عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے کوئی چیز راہ مولیٰ میں خوشی سے دیتی ہے۔ جسمیں کوئی فساد کا شائبہ نہ ہو تو خاوند کو بھی اجر ملتا ہے اور دینے والی عورت کو بھی اپنی نیک نیت کی وجہ سے اجر ملتا ہے۔ اور امین کو بھی اسی طرح اجر ملتا ہے" (ترمذی ابواب الزکوۃ۔ باب نفقۃ المرءۃ من بیت زوجہا)

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جون ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارے میں

جلد نمبر ۳۴

شمارہ نمبر ۶

شرح چندہ

پاکستان ———— تیس ۳۰ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ———— تین روپے

دعوت الی اللہ

محترم محمود مجیب اصغر صاحب ۔ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں :-

"ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اسمہ
دوسری ہمدری اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی"

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

ان دو بنیادی احکامات کی تعمیل کے لئے آپ نے فرمایا "شرک اور مخلوق پرستی کو دور کرنا اور وحدانیت اور جلال الٰہی کو دلوں پر جمانا سب نیکیوں سے افضل اور اعلیٰ نیکی ہے" (براہین احمدیہ حصہ سوم)

نیز یہ کہ :-

"بموجب فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی اور بڑا عمل صالح نہیں کہ انسان اپنی طاقتوں کو ان کاموں میں خرچ کرے کہ جن سے عباد الٰہی کو سعادت اخروی حاصل ہو"

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

ہر زمانے کی ضرورتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں بلکہ ہر زمانے کی ضرورتیں بدلتی رہتی ہیں توحید کے قیام اور مخلوق پرستی کو دور کرنے اور اسی طرح اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی ہمدردی اور عبادِ الٰہی کی سعادت اخروی کے لئے اپنی استعدادوں کو اس راہ میں خرچ کرنا اس زمانے کی اہم ضرورت اور وقت کی پکار ہے چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"اس وقت صدق و صفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہوگا بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے"۔ (ملفوظات جلد ہشتم)

مزید زور دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :-

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا" (کشتی نوح)

نیز فرماتے ہیں:۔

"تمہیں خوش خبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں"۔ (الوصیت)

اس مقصد کے حصول کے لئے بہترین ذریعہ آپ نے قرآن کریم کو قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا:۔

" بلاشبہ ہماری بھلائی اور ترقی علمی اور ہمارے دائمی فتوحات کے لئے قرآن ہمیں دیا گیا ہے اور اس کے رموز اور اسرار غیر متناہی ہیں جو بعد تزکیہ نفس اور اشراق اور روشن ضمیری کے ذریعہ سے کھلتے ہیں خدا تعالیٰ نے جس قوم کے ساتھ کبھی ہمیں ٹکرا دیا اس قوم پر قرآن کے ذریعہ سے ہی ہم نے فتح پائی وہ جیسا ایک امی دیہاتی کی تسلی کرتا ہے ویسا ہی ایک فلسفی معقولی کو اطمینان بخشتا ہے یہ نہیں کہ وہ صرف ایک گروہ کے لئے اترا ہے دوسرا گروہ اس سے محروم رہے بلاشبہ اس میں ہر یک شخص اور ہر ایک زمانہ اور ہر ایک استعداد کے لئے علاج موجود ہے۔ جو لوگ معکوس الخلقت اور ناقص الفطرت نہیں وہ قرآن کی ان عظمتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے انوار سے مستفید ہوتے ہیں"۔ (الحق بحث لدھیانہ)

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بشارتوں پر بشارتیں دیں اور فرمایا:۔

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جب دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا"۔ (اشتہار 20 فروری 1886ء)

آپ نے بڑی تحدی سے فرمایا:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور .... کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں؟ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز...... کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں .... کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر...... کی زندگی...... کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں...... نام ہے۔ اس...... کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے موثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔

سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت (........) کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے

○ ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا...............

○ دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الہی اتمام حجّت کے غرض سے جاری ہے...............

○ تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں...............

○ چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں...............

○ پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے............... (فتح اسلام)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پہلے جانشین حضرت مولانا حکیم نورالدین (اللہ ان سے راضی ہو) فرماتے ہیں:-

"دیکھو حضرت نبی کریمؐ کی ابتدائی تیرہ سالہ زندگی کیسی مشکلات اور مصائب کی زندگی ہے مگر باایں آپؐ بالکل تنہا اور کمزور ہیں خدا تعالیٰ آپ کی زبان سے اہل مکہ کے بڑے بڑے اکابر قریش اور سرداران قوم کو جو اپنے برابر کسی کو دنیا میں سمجھتے ہی نہ تھے یوں خطاب کراتا ہے قل یایھا الکٰفرون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمزوری کی حالت میں بھی خدائی تائید اور نصرت کی وجہ سے جو آپ کے شامل حال تھی اور اس کامل اور سچے علم کی وجہ سے جو آپ کو خدا کے وعدوں پر تھا آپ میں ایسی قوت اور غیرت و حمیت موجود تھی کہ آپ .... احکام الہی میں ان کے سامنے ہرگز ہرگز ذلیل نہ تھے بلکہ آپ کے ساتھ خدا کی خاص نصرت اور حق کا رعب اور جلال ہوا کرتا تھا پس اس سے .... کو یہ سبق لینا چاہیئے کہ حق کے پہنچانے میں ہرگز ہرگز کمزوری نہ دکھائیں اور دینی معاملات میں ایک خاص غیرت اور جوش اور صداقت کے پہنچانے میں سچی حمیت رکھیں"۔ (خطبات نور جلد اوّل)

آپ کے دوسرے جانشین حضرت مصلح موعود (اللہ ان سے راضی ہو) فرماتے ہیں:-

"جماعت کی دماغی نمائندگی انصار اللہ کرتے ہیں اور اس کے دل اور ہاتھوں کی نمائندگی خدام الاحمدیہ کرتے ہیں جب کسی قوم کے دماغ، دل اور ہاتھ مضبوط ہوں تو وہ قوم بھی ٹھیک ہو جاتی ہے پس

میں پہلے تو انصار کو توجہ دلاتا ہوں.............. اشاعت دین کوئی معمولی چیز نہیں.............. اگر آنے والے کمزور ہو جائیں تو وہ قوم گر جاتی ہے.............. رسول کریمؐ کی قوم 1300 سال سے زندہ ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ جب تک دنیا قائم رہے گی یہ بڑھتی چلی جائے گی تم بھی ایک عظیم الشان کام کے لئے کھڑے ہوئے ہو پس اس روح کو قائم رکھنا اسے زندہ رکھنا اور ایسے نوجوان جو پہلوں سے زیادہ جوشیلے ہوں پیدا کرنا تمہارا کام ہے" (الفضل 15 دسمبر 1955ء)

"پس اپنے اندر ایک آگ پیدا کرو اپنے اندر ایک سوزش اور جلن پیدا کرو جس کے نتیجے میں تم میں سے ہر ایک مالی قربانی اور.............. کے لئے تیار ہو جائے..........

ایسے نئے آدمی پیدا کرو جو تمہارے ساتھ مل کر احمدیت کی اشاعت میں حصہ لیں پھر کوشش کرو کہ وہ بھی ان پر عمل کریں اور نئے افراد پیدا کریں اور ان سے عمل کروائیں وہ احمدیت میں داخل ہو کر اس کے احکام کے پابند ہوں اور اس کو آگے پھیلائیں اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے ایک دن ساری دنیا میں پھیل جائے" (ماہنامہ خالد جنوری 1967ء)

"اصل جہاد تلوار کا جہاد نہیں بلکہ اصل جہاد وہ ہے جو قرآن کریم کے ذریعہ کیا جائے یعنی جس جہاد میں دلائل استعمال کئے جائیں اور آسمانی نشانات و معجزات کے ذریعہ دلوں کو فتح کیا جائے"۔ (تفسیر کبیر جلد ششم)

آپ کے تیسرے جانشین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں) نے فرمایا:-

"آپ نے محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس بندہ ضعیف اور ناکارہ کے ہاتھ پر متحد ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ قیام توحید اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے قیام........ کے لئے جو تحریک اور جدوجہد حضرت مسیح موعود.......... نے شروع کی تھی اور جسے حضرت مصلح موعود............ نے اپنے آرام کھو کر اپنی زندگی کے ہر سکھ کو قربان کر کے اکناف عالم تک پھیلایا ہے آپ اس جدوجہد کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں گے..........

آپ اس مسیح کی طرف منسوب ہونے والے ہیں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا الذی لایضاع وقتہ کہ اس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ اور اس کی جماعت کا ہر فرد معمور الاوقات ہو گا اور معمور الاوقات ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ہماری زندگی کی ہر گھڑی خدا تعالیٰ کی عبادت میں، اس کی رضا کی تلاش میں، اس کے دین کی خدمت میں اور اس کی مخلوق کی بھلائی میں خرچ ہو"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 1965ء)

فرمایا:-

"ہمارے دل انسانیت کے پیار اور اس کی محبت سے لبریز ہیں اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ انسانوں کے لئے ہماری محبت کبھی ناکام نہیں ہو سکتی دنیا کی باہمی نفرت ہمارے پیار میں گم ہو جائے گی اور دنیا کے محسن اعظم کی محبت یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر انسان کے دل میں قائم ہو جائے گی"

(خطاب 18 اپریل 1970ء بمقام اکرا)

آپ کے چوتھے جانشین اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"ہم اپنے دکھوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعے ہی دور کر سکتے ہیں یہ طوعی چندے کی طرح نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کیا تو خیر ہے بلکہ یہ تو ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی لازم ہے اور صرف یہ کہنا کہ ہم حسن خلق سے متاثر کر رہے ہیں اور دعوت الیٰ اللہ میں حصہ نہ لینا یہ درست نہیں یہ بزدلی کا بہانہ ہے اور گریز کی راہ ہے۔ پس جو کمزور ہیں اور بزدل ہیں وہ ایک طرف ہٹ جائیں جماعت تو لازماً آگے بڑھے گی"۔

(خطبہ 11 جولائی 1985ء)

نیز فرمایا:-

"اس سے زیادہ پیارا اور اس سے زیادہ عزیز نذرانہ میرے لئے اور کوئی نہیں ہوگا کہ احمدی خواہ وہ مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا دعا کے ساتھ یہ لکھے کہ میں خدا کے فضل کے ساتھ ان لوگوں میں داخل ہو گیا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں جن کا عمل صالح ہے کس طرح میرے دل ہی سے نہیں ہر احمدی کے دل سے ان لوگوں کے لئے پھوٹ پھوٹ کر دعائیں نکلیں گی"۔ (الفضل 26 اپریل 1983ء)

پھر فرمایا:-

"اگر ساری جماعت دعوت الی اللہ کے کام کو سنجیدگی سے لے اور دعائیں کر کے ہر شخص یہ کوشش کرے کہ میں ایک سے دو اور دو سے چار ہونا شروع ہو جائیں تو مجھے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ ہمیں یہ عظیم خوشخبریاں دکھائے گا" (خطبہ جمعہ 25 اکتوبر 1991ء)

کیا ہی پیارا اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے جس میں وہ فرماتا ہے:-

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحاً وَ قَالَ اِنَّنِی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حم السجدہ : ۳۴)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو دعوت الی اللہ کرتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

باقی صـ ۱۶ پر

قسط دوم

نیّتوں کے کرشمے

محترم عبدالسمیع خان صاحب۔ استاد جامعہ احمدیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور سلام کر کے اندر آنیکی اجازت مانگی۔ سعدؓ گھر میں موجود تھے انہوں نے آہستہ آواز میں سلام کا جواب دیا کہ حضورؐ سن نہ سکیں۔ سعدؓ کے بیٹے قیسؓ نے اپنے والد سے کہا کہ آپ حضورؐ کو اندر آنیکی اجازت دیں مگر سعدؓ نے کہا۔ حضورؐ کو زیادہ بار سلام کرنے دو تاکہ ہم زیادہ دعاؤں کے مستحق ہوں۔ حضورؐ نے دوبارہ سلام کیا مگر سعدؓ نے ہلکی آواز میں جواب دیا حضورؐ تیسری بار سلام کر کے جانے لگے تو سعدؓ فوراً لپکے اور عرض کیا میں حضورؐ کا سلام سن رہا تھا اور آہستہ آواز میں جواب دیتا تھا تاکہ حضورؐ کے بار بار سلام سے زیادہ برکت حاصل کریں۔ پھر وہ حضورؐ کو گھر لائے اور خدمت کی سعادت حاصل کی۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب کم مرۃ یسلم الرجل)

ایک صحابیہؓ نے اپنے ہاتھوں سے ایک بہت خوبصورت حاشیہ دار چادر تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ اور ان دنوں میں حضورؐ کو چادر کی ضرورت بھی ہوئی۔ حضورؐ وہ چادر پہن کر مجلس میں تشریف لائے۔ تو حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ چادر مجھے عنایت فرمادیں۔ حضور نے قبول فرمالیا اور جب واپس تشریف لے گئے تو چادر ان کو بھجوادی۔ دوسرے صحابہؓ نے حضرت عبدالرحمانؓ کے فعل پر برا منایا اور کہا آپ جانتے ہیں کہ حضورؐ کو اس چادر کی ضرورت تھی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ حضورؐ کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انہوں نے جواب دیا جانتا ہوں مگر میں نے یہ چادر اس لئے مانگی ہے کہ کفن کے طور پر مجھے پہنائی جائے۔ چنانچہ اسی چادر میں ان کو کفن دیا گیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب من استعد الکفن فی زمن النبیؐ)

حضرت اویسؓ قرنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یمن میں اسلام قبول کر چکے تھے۔ مگر اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہنے کی وجہ سے حضورؐ انور کی صحابیت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویسؓ کی خدمت والدہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور بسا اوقات یمن کیطرف منہ کر کے فرماتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور حضورؐ نے حضرت اویسؓ قرنی کو سلام بھجوایا اور حضرت عمرؓ کو ان سے دعا کی درخواست کرنیکی نصیحت فرمائی۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل اویس تذکرة الاولیاء صفحہ ۱۸)

جب تک حضرت اویسؓ کی والدہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حضرت اویسؓ نے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد فریضہ حج ادا کیا۔ (سیر الصحابہ جلد 7 صفحہ 59)

حضرت ابوھریرہؓ نے بھی والدہ کی تنہائی کے خیال سے ان کی زندگی میں حج نہیں کیا۔

(مسلم کتاب الایمان باب ثواب العبد)

حضرت یزیدؓ نے کچھ دینار بطور صدقہ نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے سپرد کر دیئے کہ کسی مستحق کو پہنچا دے۔ اتفاق سے حضرت یزیدؓ کے بیٹے حضرت معنؓ وہاں گئے اور چونکہ ضرورت مند تھے اس لئے انہوں نے وہ رقم قبول کرلی۔ گھر واپس آئے تو حضرت یزیدؓ نے کہا کہ میں نے یہ رقم تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور یہ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔

"اے یزیدؓ تجھے اپنی نیت کا اجر اور ثواب مل گیا اور اے معنؓ جو کچھ تو نے لیا ہے وہ تیرا ہی ہے۔ کیونکہ تو اس کا مستحق ہے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ اذا تصدق علی ابنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایک آدمی نے کچھ صدقہ کرنیکا ارادہ کیا۔ وہ رات کو رقم لیکر نکلا اور لاعلمی میں ایک چور کو دے دیا۔ صبح کے وقت لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک چور کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ میں اور صدقہ کرونگا۔ وہ دوسری رات رقم لیکر نکلا اور غلطی سے ایک زانیہ کو دے دی۔ صبح لوگ کہنے لگے کہ رات زانیہ کو کسی نے صدقہ دے دیا۔ وہ آدمی تیسری رات صدقہ لیکر نکلا اور انجانے میں ایک امیر آدمی کو رقم دے دی اور لوگ صبح باتیں کرنے لگے کہ رات ایک امیر آدمی کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس پر اس آدمی نے تکلیف محسوس کی اور خدا سے دعا کی تو اسے خواب میں کہا گیا۔ جو صدقہ تو نے چور کو دیا ممکن ہے اس وجہ سے چوری سے توبہ کر لے اور زانیہ صدقہ کی وجہ سے پاکیزگی کی زندگی اختیار کر لے اور امیر آدمی اس صدقہ کیوجہ سے نصیحت حاصل کر لے اور خدا کی راہ میں صدقہ دینا شروع کر دے"۔

(بخاری کتاب الزکوۃ باب اذاتصدق علی غنی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن فرمایا:۔

"آج کون مجھ سے تلوار لیکر اس کا حق ادا کریگا۔ حضرت ابودجانہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں اس کا حق ادا کرونگا۔ حضرت ابودجانہؓ تلوار لیکر صفوں کے درمیان اکڑ کر چلنے لگے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

"خدا کو یہ چال سخت ناپسند ہے۔ سوائے اس قسم کے موقع کے"۔ (اسعد الغابہ جلد 5 صفحہ 184)

حضرت عامر بن اکوعؓ کی تلوار چھوٹی تھی۔ غزوہ خیبر میں ایک یہودی پر حملہ کرنیکے لئے تلوار بلند کی

تو وہ آگے سے ہٹ گیا اور تلوار حضرت عامرؓ کے گھٹنے پر آ لگی اور اسی سے وہ شہید ہو گئے۔ بعض لوگوں نے اس پر کہا کہ حضرت عامرؓ شہید نہیں ہوئے بلکہ خود کشی کی ہے۔ اور اس وجہ سے ان کے بھائی حضرت سلمہؓ بڑے اداس تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا "اس کیلئے تو دوگنا اجر ہے وہ تو خدا کی راہ کا مجاہد، سچا مجاہد تھا۔ (بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ٹانگیں چھوٹی اور پتلی تھیں۔ ایک دفعہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مسواک حاصل کرنیکی خاطر ایک درخت پر چڑھے تو بعض لوگ ان کی ٹانگیں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ حضور نے فرمایا:۔

"یہ ٹانگیں گو ظاہراً پتلی ہیں۔ مگر خدا کی نظر میں ان کا وزن احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہے"۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

حضرت بلالؓ حرف "ش" اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ جب کفار زیادہ ظلم کرتے تو آپ کہتے۔ اسھد ان لا الہ الا اللہ۔ جب حضورؐ نے آپ کو مدینہ میں مؤذن مقرر کیا اور آپ اسھد ان لا الہ الا اللہ کہتے تو نوجوان ہنس پڑتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا۔

"خدا تعالیٰ کو بلال کا اسھد کہنا اتنا پیارا ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمہارا اشھد کہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ تمہیں کیا معلوم کہ یہ کن حالات میں قربانیاں دیتا رہا ہے"۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور اموال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ اگر انسان کا دل صالح ہو تو اس پر رحم فرماتا ہے"۔ (کنز العمال جلد 2 صفحہ 87)

حضرت علیؓ نے ایک جنگ میں ایک نامی پہلوان کو زیر کر لیا۔ جب اس نے اپنی موت قریب دیکھی تو حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ فوراً اسے چھوڑ کر اٹھ بیٹھے اور معاف فرما دیا۔ اس پر اس پہلوان کی حیرت کی انتہاء نہ رہی۔ اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا میری تجھ سے لڑائی محض خدا کی خاطر تھی لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو اس لڑائی میں میرے نفس کا غصہ بھی شامل ہو گیا۔ اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ کے اس فعل کو خدا نے ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ اس روح کو موت کی بجائے نئی زندگی عطا کر دی اور وہ حلقہ بگوشان رسولؐ میں داخل ہو گیا۔

مردوں کیلئے سونے کے زیور پہننا منع ہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر سراقہ بن مالک کو امان دیتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ

"ایک وقت آئے گا کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے"۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں

جب کسری کا علاقہ فتح ہوا اور اس کے اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو حضرت عمرؓ نے اس پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے سراقہ کو کسری کے سونے کے کنگن پہنائے اور خدا کی حمد بلند کی گئی۔

(اصابہ جلد 2 صفحہ 18)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا وہ اپنا روزہ مکمل کرے۔ یہ تو خدا نے اسے رزق عطا فرمایا ہے"۔ (بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل او شرب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہ واقعہ سنایا کہ

"ایک شخص کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی اولاد کو نصیحت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت سا ایندھن جمع کرنا۔ پھر اس میں آگ لگانا اور مجھے اس میں پھینک دینا۔ جب میرا گوشت گل جائے تو میری ہڈیوں کو پیس کر باریک کر دینا اور پھر اسے کسی تیز آندھی والے دن سمندر میں پھینک دینا۔ کیونکہ اگر خدا نے مجھ پر قدرت پالی تو وہ مجھے سخت عذاب دیگا جو پہلے کسی کو نہ دیا ہو۔ جب وہ مر گیا تو اس کی وصیت کے مطابق اس سے سلوک کیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زندہ کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا حکم کیوں دیا تھا اس نے کہا اے میرے رب تیرے ڈر اور خوف سے۔ اس پر خدا نے اس کو معاف فرما دیا"۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

حضرت حسن بصریؒ کا گذر ایک دفعہ نماز کے وقت حضرت حبیب عجمی کے عبادت خانہ کے قریب سے ہوا۔ حضرت حبیب عجمیؒ نے نماز شروع کی۔ مگر عجمی ہونیکی وجہ سے قرآن شریف کی قراءت عمدگی سے نہ کر سکتے تھے۔ حسن بصری نے آپکی قراءت میں بعض غلطیاں دیکھ کر الگ نماز پڑھ لی۔ اسی رات حسن بصری نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور پوچھا۔ اے الہ العالمین تیری رضا کس بات میں ہے۔ فرمایا

"حسن تم نے میری رضا کو پالیا۔ مگر اس کی قدر نہ کی۔ پوچھا وہ کیسے؟۔ جواب ملا۔ حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھنا۔ وہ ایک نماز تمہاری تمام نمازوں کا بدل ہو سکتا ہے تم نے الفاظ کی درستی کا خیال کیا مگر نیت کی درستی کا خیال نہ کیا۔ زبان اور دل کے ٹھیک کرنے میں بہت فرق ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ۲۵ کشف المحجوب صفحہ ۱۳۲)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق مشہور ہے کہ آپ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھاتے اور اچھے سے اچھا کپڑا پہنتے تھے۔ بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو فرمایا۔ میں کیا کروں جب تک خدا تعالیٰ مجھے نہیں کہتا اے عبدالقادر میری ذات کی قسم ہے تو یہ کھا۔ اس وقت تک میں نہیں کھاتا اور جبتک خدا مجھے

یہ نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم تو فلاں کپڑا پہن اس وقت تک میں کپڑا نہیں پہنتا۔
حضرت امام جعفر صادق کو ایک دفعہ لوگوں نے بہت اعلیٰ لباس زیب تن کئے ہوئے دیکھا تو عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! یہ آپ کے خاندان کی عادت تو نہیں ہے۔ تو آپ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آستین سے لگایا اور بتایا کہ دیکھ اندر موٹا کپڑا پہنا ہوا ہے جو جسم کو گراں گزرتا ہے۔ فرمایا ھذا للحق وھذا للخلق یہ موٹا کپڑا خدا کی خاطر ہے اور یہ عمدہ لباس مخلوق کے لئے ہے۔
(تذکرۃ اولیاء صفحہ 15)

نیت اس رنگ میں بھی جلوہ دکھاتی ہے کہ غلط فعل کے باوجود نیت بری نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے حضور قابل گرفت نہیں ہوتی۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سفر کو خفیہ رکھا تھا۔ مگر حضرت حاطبؓ نے غلطی سے اہل مکہ کو ایک خط کے ذریعہ حضورؐ کی آمد کی اطلاع دینا چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورؐ کو یہ خبر دے دی گئی اور وہ مکہ نہ پہنچ سکا۔ حضورؐ نے جب حاطبؓ سے دریافت کیا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے ایمان میں کوئی کمی نہیں آئی۔ میں تو مکہ والوں پر ایک احسان کرنا چاہتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "اس نے سچ کہا ہے۔ اس کے حق میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو"۔
(بخاری کتاب المغازی فضل من شھد بدراً)

بظاہر نیک اعمال مگر بری نیت کی وجہ سے مردود ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"قیامت کے دن جب خدا تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگے گا تو سب سے پہلے تین آدمیوں کو بلایا جائیگا۔
1۔ قرآن کریم کو یاد کرنیوالا۔ 2۔ شہید جس نے راہ مولیٰ میں جان دی۔ 3۔ دولت مند۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے قاری سے فرمائیگا۔ کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر نازل ہونے والا کلام نہیں سکھایا تھا۔ وہ کہے گا ہاں میرے رب۔ خدا فرمائے گا تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں دن اور رات نمازوں میں اس کی تلاوت کرتا تھا۔ خدا کہے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی یہی کہیں گے۔ پھر خدا فرمائے گا۔ تیرا مقصد تو قرآن یاد کرنے سے یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص حافظ قرآن یا قاری ہے۔ اور یہ مقصد تجھے دنیا میں حاصل ہوگیا۔ پھر دولت مند کو بلایا جائیگا اور خدا کہیگا۔ کیا میں نے تجھے اتنی وسعت نہیں دی تھی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ وہ کہے گا ہاں میرے رب یہ درست ہے خدا فرمائیگا۔ پھر

اداریہ

وہ آپ ہیں.....

سسکتی انسانیت کو چہرتے ظلم کی بھینٹ چڑھتے دیکھ کر عصر حاضر میں کئی تحریکات اس کے مداوا کیلئے اٹھیں اور شرف انسانی اور حقوق انسانی کے قیام کیلئے اپنی اپنی آواز بلند کی۔ ان میں سے جو بین الاقوامی سطح پر نمایاں ہو کر ابھری وہ یو این او کا ادارہ ہے۔ لیکن بعض طاقتوں کی اجارہ داری کے باعث اس کی آواز بھی جلد ہی صدا بصحرا ہوتی دکھائی دینے لگی خصوصاً جب سے ظلم کا دھارا عالم اسلام کیطرف بہنے لگا یہ ادارہ ظلم کے خلاف نبرد آزما ہونیکی بجائے ظلم کا آلۂ کار بن گیا چنانچہ چشم فلک عراق، فلسطین، کشمیر اور بوسنیا وغیرہ میں اس تلخ حقیقت کا مشاہدہ کر چکی ہے اور کر رہی ہے۔

چنانچہ جناب صابر ایاز "اقوام متحدہ اور متنازعہ عالمی مسائل" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"آج مقبوضہ عرب علاقے عرب مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو چکے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے مظالم کی گواہی مغربی ذرائع ابلاغ دے رہے ہیں........ برما کی فوج نے اراکان کے مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے انہیں وطن چھوڑنے پر مجبور کیا اور وہاں رہنے والے مسلمانوں کو اپنا شہری تسلیم کرنے سے انکار کر کے ان کی شہریت ختم کر دی گئی ہے........ بوسنیا میں قصاب صفت سربیائی فوج مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے........ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے اس ظلم کو روکنا اقوام متحدہ کا فرض ہے۔ آج پوری دنیا میں مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اقوام متحدہ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد خاموش کیوں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اقوام متحدہ کو بنانے والے بھی مغربی ممالک ہیں اور ان کا بھرپور استعمال بھی وہی کرتے ہیں۔ اس نے کبھی بھی غیر جانبداری سے کام نہیں لیا۔ وہ بڑی طاقتوں کا آلۂ کار بنا ہوا ہے"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جون 1993ء)

جناب ڈاکٹر اجمل نیازی اپنے کالم "جل تھل" میں ان دکھ بھرے حالات کو یوں رقم کرتے ہیں:

"آج جو کچھ بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے وہ کچھ عرصہ پہلے اس سے ذرا کم عراق کے مسلمانوں کے ساتھ ہو چکا ہے بلکہ ہو رہا ہے کچھ اور پہلے جائیں تو اتنا کہنا کافی ہے کہ میدان کربلا عراق میں واقع ہے یزیدیوں نے اپنی تاریخ دہرائی مگر حسینیوں نے کیا کیا

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں

تو نے میرے دیئے ہوئے مال سے کیا سلوک کیا۔ وہ کہیگا میں صلہ رحمی کرتا تھا اور تیرے حضور خرچ کرتا تھا۔ خدا کہیگا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی، یہی کہیں گے۔ پھر خدا فرمائیگا۔ تیرا اس کام سے مقصد یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص بڑا سخی تھا اور یہ بات دنیا میں کہی جا چکی ہے۔ پھر جنگ میں قتل ہونے والے کو لایا جائیگا۔ خدا کہے گا تجھے کیوں قتل کیا گیا۔ وہ جواب دیگا مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم ملا تھا اس لئے لڑا اور قتل کیا گیا۔ خدا فرمائیگا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی۔ یہی بات کہیں گے۔ پھر خدا فرمائے گا۔ تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص بہت بہادر تھا اور یہ بات دنیا میں کہی گئی ہے۔ ابوھریرہؓ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اتنا کہہ کر حضورؐ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔

"اے ابوھریرہؓ مخلوق میں سے وہ پہلے تین فرد ہیں جو آگ میں ڈالے جائیں گے۔

(ترمذی کتاب الزھد باب فی الریاء)

حضورؐ نے فرمایا۔ "جس شخص نے اپنے بھائی کو کوئی مشورہ دیا۔ جبکہ وہ جانتا تھا کہ بھلائی کسی اور بات میں ہے۔ اس نے اپنے بھائی کے ساتھ خیانت کی"۔ (ابوداؤد کتاب العلم)

پھر فرمایا۔ "جو شخص علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ علماء سے مناظرے کرے اور جاھلوں سے جھگڑے کرے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو لاجواب کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل کرتا ہے۔ جو شخص علم غیر اللہ کے لئے سیکھتا ہے۔ وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بناتا ہے"۔ (ترمذی کتاب العلم)

حضورؐ نے فرمایا:۔

"جو شخص خدا کی رضاء کیلئے دنیا کو ناراض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی اذیت سے بچائیگا۔ اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی کیلئے خدا کو ناراض کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دیگا"

(ترمذی کتاب الزھد باب نمبر ۶۴)

"اگر انسان آخرت کے حصول کی نیت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا بھی عطا فرما دیتا ہے۔ مگر نیت دنیا کے حصول کی ہو تو ہرگز آخرت کا اجر عطا نہیں فرماتا۔ (کنز العمال جلد 2 صفحہ 86)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص جہاد بالسیف میں اس لئے شرکت کرتا ہے کہ اس کو مال غنیمت میں کچھ حصہ مل جائے تو وہ اپنی نیت کا پھل پائیگا"۔ (نسائی کتاب الجھاد باب من غزا فی سبیل اللہ)

ایک بزرگ کا فرمان ہے۔

"مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیس برس سے مسلسل جو نمازیں باجماعت ادا کرتا چلا آ رہا ہوں وہ سب کی سب قضا ہو چکی ہیں (کیونکہ آج کے انکشاف نے میری آنکھیں کھول دی ہیں) یعنی میری عادت

تھی کہ ہمیشہ صف اول میں کھڑا ہوتا تھا۔ آج میں ذرا دیر سے آیا تو آخری صف میں جگہ مل سکی اور دل میں ایک شرمندگی اور ندامت سی ہوئی کہ لوگ کہیں گے یہ (پہلی صف والا) آج ضرور دیر سے آیا ہوگا۔ اب میں سمجھا کہ میں تو آج تک اسی لئے خوش ہوتا رہا کہ لوگ مجھے صف اول میں دیکھا کریں اور میری پابندی کی داد دیا کریں"۔ (نسخہ کیمیا صفحہ 1001)

نیک نیت کے ساتھ کسی ملونی کی وجہ سے بھی اس کا پایہ گر جاتا ہے۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں جہاد پر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک ساتھی نے جو کشتی میں ہمارے ساتھ سوار تھا۔ کہا کہ یہ بره میں فروخت کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی خریدنا چاہے تو۔ میں نے کہا لاؤ میں خرید لیتا ہوں فلاں شہر میں بیچ دونگا اور نفع حاصل کرونگا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو مرد (فرشتے) نیچے اترے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ ان میں سے تمام لوگوں کے نام لکھ لو کہ کون کس کام سے آیا ہے۔ فلاں کے بارے میں لکھو کہ غازی ہے۔ فلاں صرف تماش بینی کے لئے آیا ہے۔ فلاں تجارت کیلئے آیا ہے اور فلاں ریاکاری کے لئے آیا ہے۔ اتنے میں مجھ پر جو نگاہ پڑی تو کہا۔ اس کا بھی لکھ لو کہ تجارت کیلئے آیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اللہ کیجئے۔ میرے کام کو دیکھئے اور پھر یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ میرے پاس کونسا مال اسباب تجارت کا ہے جو مجھے سوداگر ٹھہراتے ہو۔ میں آخر کونسی تجارت کیلئے آیا ہوں۔ جواب ملا کہ اے شیخ۔ وہ برّہ جو تو نے خریدا تھا تو کیا نفع کمانے کی نیت سے نہیں خریدا تھا۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور کہا خدا کی قسم میں سوداگر نہیں ہوں۔ ان میں سے دوسرے نے کہا چلو اس کے دفتر اعمال میں لکھ دو کہ جہاد کیلئے آیا تھا اور راستے میں منافع کمانے کے لئے اس نے ایک برّہ خریدا تھا۔ پھر جو حکم اللہ تعالیٰ فرمائے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ گھڑی بھر کا اخلاص بھی نجات کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن اخلاص ہے بڑی کمیاب جنس اور کسی بزرگ کا قول ہے کہ "علم تخم ہے عمل کھیتی ہے اور اخلاص اس کا پانی ہے"۔

(نسخہ کیمیاء صفحہ ۹۹۷)

اگر نیت بری ہے اور انسان کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ تب بھی وہ خدا کی نظر میں مجرم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب دو مسلمان آپس میں لڑتے ہیں تو وہ دونوں اھل جہنم میں سے ہو جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ قاتل کے متعلق تو سمجھ آتی ہے۔ مقتول کے ساتھ یہ سلوک کیوں ہے؟ فرمایا وہ بھی تو اپنے مخالف کو قتل کر نیکی نیت رکھتا تھا۔ (بخاری کتاب الفتن باب اذا التقی المسلمان بسیفیھما)

اچھی نیت، عمل محدود مگر پورے اجر کا مستحق

مومن کی غیر محدود جزاء اور جنت کے دائمی ہونیکا فلسفہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے دل کی پاک

نیت پر نظر فرماتا ہے کہ اگر اور زندہ رہتا تو خدا کے حضور مزید نیکیاں بجالاتا اس لئے گو موت کے ذریعے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی نیت کو زندگی عطاء کی جاتی ہے اور اس کے مطابق لافانی اجر کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو انتہائی معراج عطا کیا ہے۔ آپؐ خدا کے حضور ایک دعا میں عرض کرتے ہیں کہ "اے خدا وہ فضل جن تک میری نیت بھی نہیں پہنچ سکتی میں ان کی بھی تمنا اور خواہش رکھتا ہوں" (ترمذی کتاب الدعوات باب نمبر 30)

حضرت معاذ بن جبلؓ کو نصیحت کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے معاذ عمل اخلاص سے کر کہ وہ تھوڑا بھی ہو تو کافی ہے"۔ (نسخہ کیمیا صفحہ 996)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شہدا کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "میری امت کے اکثر شہداء وہ ہیں جو اپنے بستروں پر طبعی وفات پائیں گے (.......................) اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو بہتر جانتا ہے"۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 1 صفحہ 397)

حضرت عبداللہ بن ثابتؓ کو طاعون ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کیلئے تشریف لائے تو آخری سانس لے رہے تھے۔ عورتیں افسوس کر رہی تھیں ان کی صاحبزادی نے کہا مجھے توقع تھی کہ آپ شہید ہونگے۔ آپ نے جہاد کا سامان مکمل کر لیا تھا۔ حضورؐ نے سن کر فرمایا۔

"ان کو نیت کا ثواب مل چکا ہے۔ پھر صحابہؓ سے پوچھا۔ تم شہادت کس کو سمجھتے ہو؟ عرض کیا گیا۔

خدا کی راہ میں قتل ہو جانا۔ فرمایا قتل کے سوا بھی شہادت سات طرح کی ہے۔ طاعون سے مرنے والے۔ ڈوب کر مرنے والے۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والے۔ جل کر مرنے والے۔ دیوار کے نیچے آ کر مرنے والے۔ زچگی کے وقت مرنے والی عورت بھی شہیدوں میں شامل ہے۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات فی الطاعون)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کیلئے منادی کرائی۔ تو حضرت واثلہ بن اسقع کے پاس سواری نہیں تھی۔ وہ مدینہ میں پکارتے پھرے کہ کوئی شخص مجھے اپنی سواری دے دے۔ اور میں اسکے بدلے مال غنیمت کا حصہ اسکو دے دونگا۔ ایک بوڑھے انصاری نے کہا۔ میں تمہاری شرط قبول کرتا ہوں۔ اور تمہیں سواری دیتا ہوں۔ واپسی پر مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت واثلہ کے حصہ میں چند اونٹنیاں آئیں تو انہوں نے اس مال کو معاہدہ کے مطابق انصاری بزرگ کو پیش کر دیا۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ ہمارا ہرگز یہ مقصد نہ تھا ہم تو صرف جہاد کے ثواب میں شرکت چاہتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ:-

بنی اسرائیل کے ایک فرد نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر اس کو توبہ کا خیال آیا اور ایک

راہب کے پاس جا کے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو جائیگی۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سنکر اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک اور آدمی سے یہی سوال کیا تو اس نے کہا ہاں فلاں بستی میں چلے جاؤ۔ وہاں خدا کے نیک بندے عبادت میں مشغول ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر خدا کی عبادت کرو اور اپنی سرزمین کیطرف واپس نہ آنا۔ کیونکہ وہ گناہوں سے بھری ہوئی ہے۔ وہ شخص اس علاقہ کیطرف چل پڑا۔ اور ابھی نصف راستہ طے کیا تھا کہ اسے موت آ گئی اور رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے مابین یہ گفتگو ہوئی کہ اسے جنت میں لیجایا جائے یا جہنم میں ایک اور فرشتے نے یہ فیصلہ کیا کہ دونوں زمینوں کو ماپ لیا جائے۔ جس علاقہ کے قریب ہو اس کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی سابقہ سرزمین کو حکم دیا کہ پھیل کر فاصلہ بڑھا دو۔ اور سرزمین توبہ کو حکم دیا کہ تم سکڑ کر فاصلہ کم کر دو۔ چنانچہ جب فرشتوں نے زمینوں کو ماپا تو توبہ کی سرزمین جدھر وہ جا رہا تھا ایک بالشت کم پائی گئی۔ اور اس شخص کو خدا کے حکم سے جنت میں داخل کیا گیا۔ (مسلم کتاب التوبہ باب قبول توبہ القاتل)

ایک آدمی کی نماز باجماعت اس کی اکیلی نماز پر 25 یا 27 درجے فضیلت رکھتی ہے۔ کیونکہ جب وہ عمدگی سے وضو کر کے مسجد کیطرف نکلتا ہے اور سوائے نماز کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا تو اس کے ہر قدم کے بدلہ اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے اور جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا اس پر رحمت بھیج اور اس پر رحم کر اور جب تک کوئی شخص نماز کی انتظار میں ہوتا ہے تو وہ خدا کی نظر میں حالت نماز میں ہی ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الاذان باب فضل صلواۃ الجماعتہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اسے نصف رات کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ اور جس نے عشاء اور فجر دونوں باجماعت ادا کیں اسے پوری رات کی عبادت کا اجر ملیگا۔

(ترمذی ابواب الصلوۃ باب فضل العشاء والفجر فی جماعتہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے لیلتہ القدر کو ایمان کے ساتھ اور محض اللہ سے خیر حاصل کرنیکے لئے عبادت کی۔ اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔ اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور خالصتاً للہ رکھے۔ اس کے بھی تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایماد

ضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

باقی صفحہ ۲ پر

اور یہ وہ تقدیر ہے

"آج کا وقت جدید انسانی تاریخ میں انتہائی نازک وقت ہے۔ ابھی وقت ہے کہ ہم اس ظلم اور استبداد کے دھارے کا رُخ موڑ سکتے ہیں۔ .... اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ------ اس ظلم کے دھارے کا رُخ واپس موڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہماری حیثیت صرف عاجز دُعا گو بندوں کی حیثیت ہے۔ اور ہماری دعائیں لازماً وہ کام کر سکتی ہیں جو ہماری ظاہری کوششیں بظاہر نہیں کر سکتیں۔ بظاہر کیا؟ فی الحقیقت بھی نہیں کر سکتیں۔ ہماری کوششوں کی کوئی حیثیت نہیں ....

اس کے باوجود مَیں جانتا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ مقدّر ہے کہ دنیا کے آخر پر اگر دنیا کی تاریخ کا رُخ موڑنا ہے تو مسیح موعود ------ کی جماعت کی دعاؤں نے موڑنا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عشّاق کی دعاؤں نے موڑنا ہے اور خدا کے عاجز بندوں کی پگھلی ہوئی دعاؤں نے موڑنا ہے۔ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود ---- یہ لکھتے ہیں کہ یہ مقدّر تھا اور ہے اور ایسا ضرور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ جب مسیح کی رُوح آستانہ الوہیت میں پگھلے گی اور راتوں کو اس کے سینے سے دردناک آوازیں اُٹھیں گی تو خدا کی قسم! دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس طرح پگھلنے لگیں گی جیسے برف دھوپ میں پگھلتی ہے اور اس طرح ان طاقتوں کے ہلاک ہونے کے دن آئیں گے اور اُن کے تکبّر کے ٹوٹنے کے دن آئیں گے۔ (خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۶ صفحہ ۳۱۷-۳۱۸)

مسیح موعود ---- تو آج نہیں لیکن مسیح موعود ---- کی رُوح جماعت احمدیہ میں زندہ ہے پس اے مسیح موعود کی روح کو اپنے سینوں میں لئے ہوئے احمدیو! خدا کے حضور راتوں کو اٹھو اور اس طرح پگھلو اور دردناک کراہ کے ساتھ اور دردناک چیخوں اور سسکیوں کے ساتھ خدا کے حضور گریہ وزاری کرو۔ اور یقین رکھو کہ جب تمہاری روحیں اس کے آستانہ پر پگھلیں گی تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے پگھلنے کے دن آ جائیں گے۔ اور یہ وہ تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲۔ فروری ۱۹۹۱ء ۔ لندن)

لبنان میں کیا ہوا۔ اردن میں کیا ہوا، برصغیر میں کیا ہوا، مشرقی پاکستان میں کیا ہوا، مقبوضہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے......... تیسری دنیا کے لوگ جو کچھ بھی ہوں یورپ امریکہ والوں کیلئے جیسے مسلمان ہیں........ بنیادی حقوق، جمہوریت، آزادی کے علمبردار شاید مسلمانوں کو انسان نہیں سمجھتے۔ مسلمانوں سے انہیں کیا چڑ ہے، کیا خوف ہے، لمحہ فکریہ ہے، المیہ ہے بلکہ اب تو سانحہ بن گیا ہے"۔
(روزنامہ پاکستان لاہور یکم ستمبر 1992ء)

اس کے مقابل پر عالم اسلام کے کردار کے بارہ میں جناب فضل حق اپنے کالم "گاہے گاہے باز خواں" میں یوں رقمطراز ہیں۔

"مومن کم کوش کا ہے خوں تو ارزاں کیوں نہ ہو
"بسنیا" کی سرزمیں میں محشر بداماں کیوں نہ ہو
ملت قرآں کا دیں خود فریبی ہو تو پھر
لشکر تثلیث کا پرچم فروزاں کیوں نہ ہو

......اہل اسلام کی زبوں حالی کئی دفعہ سامنے آئی۔ عیسائی قوتوں نے بہانہ بنا کر عراق کی عسکری قوت کو تباہ کیا۔ لاکھوں مسلمان موت کے گھاٹ اترے۔ دنیائے اسلام چپ سادھے دیکھتی رہی........ وہ مفتی، قاضی اور علماء جو آئے دن کسی نہ کسی پاکستانی مرد یا عورت پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے رہتے ہیں اقرآن کی المناک خلاف ورزی کرنے والے ان مسلمانوں کے بارے میں انگشت بدنداں رہے۔

اہل اسلام میں عصبیہ کی یہ المناک موت، اہل تثلیث کی بار بار عود کرنیوالی اسلام دشمنی، ہمارے حاکموں کی آستان فرنگ پر جبیں سائی نہ کسی کالم نگار کو دکھائی دی۔ نہ کسی سیمینار کا موضوع بنی اور بنتی بھی کیسے مسلمان ملکوں کے اکثر دانشور اور اہل قلم تو اپنے اپنے قصر شاہی کے طواف ہی سے فارغ نہیں ہوتے........

وہ سرکاریں، وہ قائدین اور اسلامی اقلیموں میں اقتدار کے وہ شہسوار جو صبح و شام قرآن شناسی اور شریعت فروزی کی تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ نہ جانے کس دین کے پیرو ہیں ان کا طرز عمل اور کچھ بھی ہو، رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے مختلف ہے........

شاید، اب اسلامی ممالک کا یو این او کو خدا حافظ کہنے کا وقت آ گیا ہے۔ شاید ایک اسلامی انجمن اقوام جنم لینے کے لئے مضطرب ہے یا شاید احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں ان علامتوں کو مزید فروغ ملے گا جو قرب قیامت کا پتہ دیتی ہیں۔ اگر اسلام کے مقلدوں میں عصبیہ کا یہی فقدان رہا تو شاید وہ وقت دور نہیں جب حدیث نبوی کے مطابق، اسلام واپس مدینے یوں جائے گا، جیسے کوئی سانپ اپنے بل

میں لوٹے، یا شاید، یا شاید......... عالم غیب سے کوئی تقدیر انہونی کا نزول ہونے والا ہو۔ کسے معلوم، خدا کی باتیں خدا ہی جانے، جو صورتحال سامنے ہے اس پر، ہر ذی ہوش کلمہ گو کا دل اذیت میں ہے اور کیوں نہ ہو قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں"۔　　(روزنامہ جنگ لاہور 9 نومبر 1992ء صفحہ 4)

روزنامہ نوائے وقت لاہور 6 جون 1993ء میں ایک نظم میں انہیں حالات کو بزبان حالی بیان کیا گیا ہے۔ جسکے چند بند ملاحظہ ہوں۔

گھمبیر شب تار ہے، پر ہول فضا ہے
بھٹکا ہوا ایک قافلہ، طوفاں میں گھرا ہے
منزل کا نشاں ہے نہ کوئی راہنما ہے
اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو قعر مذلت سے ابھارے نہیں کوئی!
جو قوم کی بگڑی کو سنوارے نہیں کوئی!
کشتی کو جو پہنچائے کنارے نہیں کوئی!
تدبیر سنبھلنے کی پیارے نہیں کوئی!!
ہاں ایک دعا تیری جو مقبول خدا ہے
اے ذات تری محور تقدیر جہاناں
اے ذات تیری منصب معراج رسولاں
حاضر ہیں تیرے در پہ بصد حال پریشاں
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

ان اقتباسات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت عالم اسلام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے اسلام دشمن قوتیں ان کو مٹانے کے درپے ہیں جب کہ امت میں وحدت پیدا ہونے کی بجائے اندرونی خلفشار اپنی انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے اور بقول جناب فضل حق "ان کا طرز عمل اور کچھ بھی ہو رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے مختلف ہے"۔

یاس کا یہ عالم ہے کہ جگہ جگہ ضمیر کی پکار کا عنوان "قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں" نمایاں

ہے۔ قوم کی بگڑی کو سنوارنے والا، قعر مذلت سے امت کو ابھارنے والا۔ کشتی امت کو ساحل مراد سے ہمکنار کرنے والا۔ نہیں کوئی! نہیں کوئی!! کی صدائے باز گشت اس مایوسی میں اور اضافہ کا سبب بن رہی ہے۔

جناب فضل حق نے "شاید" کے پردے میں اس مایوسی سے نجات کی کچھ توجیہات پیش کی ہیں۔

○ "شاید، اب اسلامی ممالک کا یو این او کو خدا حافظ کہنے کا وقت آگیا ہے"۔ غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ ادارہ جو چند عظیم طاقتوں کا آلۂ کار بن کر ہر جولانگاہ ستم میں نخچیر عالم اسلام کو بنائے اس کو فوراً خیر باد کہہ دینا چاہیئے اور بار بار اس کے دام فریب میں آکر اپنے ہی جسم کے اعضاء کو بھنبھوڑنے کیلئے پیش کر دینا خیر امت کے تجسم کو زیبا نہیں۔ بلکہ یہ تو وہ تجسم ہے جو ہمیشہ غالب آنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے بشرطیکہ اس کو لبادہ اسوہ محمدیؐ سے مزین کیا گیا ہو۔

○ "شاید ایک اسلامی انجمن اقوام جنم لینے کیلئے مضطرب ہے" یہ اسلامی انجمن اقوام کہاں سے جنم لے گی۔ اس سے قبل جو عالم اسلام کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور اس کے طرز عمل کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے مختلف ہونے کا جو روح فرسا خاکہ بیان ہوا ہے اور اس طوفانوں میں گھرے قافلہ حجاز میں کوئی حسین بھی نہ ہو اور اس امر کا ایک عالم گواہ اور معترف ہو تو ان سے ایسی انجمن کے قیام کی توقع عبث ہے اور حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ فرقہ واریت اور نفرتوں کا بیج بونے والے اپنی فطرت کے خلاف کسطرح محبت کی بنیادوں پر مبنی انجمن کی تشکیل کیلئے راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

○ "یا شاید احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں ان علامتوں کو مزید فروغ ملے گا جو قرب قیامت کا پتہ دیتی ہیں اگر اسلام کے مقلدوں میں عصبیہ کا یہی فقدان رہا تو شاید وہ وقت دور نہیں جب حدیث نبوی کے مطابق اسلام واپس مدینہ یوں جائے گا جیسے کوئی سانپ اپنے بل میں لوٹے"۔

○ "یا شاید، یا شاید.........عالم غیب سے کوئی تقدیر انہونی کا نزول ہونیوالا ہو، کسے معلوم، خدا کی باتیں خدا ہی جانے"۔

مؤخر الذکر دونوں باتیں ہر ذی ہوش کلمہ گو کے دل کی آواز ہیں۔ سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آج سے ایک صدی قبل مولانا حالی مرثیہ خواں تھے اور کہہ رہے تھے۔

"رہا دین باقی نہ اسلام باقی" "بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے"

دیگر اکابرین امت پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ قرب قیامت کی نشانیوں کا ظہور ہو رہا ہے اور "خدا کی باتیں خدا ہی جانے" کے مصداق مشیت ایزدی کے تحت "عالم غیب سے تقدیر انہونی کا نہیں بلکہ ہونی کا

نزول ہو" چکا ہے اور خیر امت کو قعر مذلت سے نکال کر اس کا مقام دلانے کیلئے قافلہ عاشقان الٰہی کو ایک سالار مل گیا ہے جو اپنی منزل سے آشنا ہے اور مخلوق کی اس مقدس منزل کی طرف راہنمائی میں بروقت کوشاں ہے۔ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق یہی تقدیر الٰہی تھی جس کا ظہور آخری زمانہ میں مقدر تھا اور اسی سالار کی مدبرانہ قیادت میں نشأۃ ثانیہ کا عظیم الشان غلبہ مقدر ہے۔ اس کے بغیر سارے قصے جھوٹ اور ساری تدبیریں افسانے ہیں۔

جناب فضل حق نے جو یہ کہا "اہل اسلام میں عصبیہ کی یہ المناک موت، اہل تثلیث کی بار بار عود کرنیوالی اسلام دشمنی، ہمارے حاکموں کی آستان فرنگ پر جبیں سائی نہ کسی کالم نگار کو دکھائی دی۔ نہ کسی سیمینار کا موضوع بنی اور بنتی بھی کیسے مسلمان ملکوں کے اکثر دانشور اور اہل قلم تو اپنے اپنے قصر شاہی کے طواف ہی سے فارغ نہیں ہوتے........عالم اسلام کا رد عمل نہ ہونے کے برابر ہے"۔ اپنے مزعومہ عقائد اور ظاہری تصور تک تو بالکل درست ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں تقدیر الٰہی کے مطابق آنے والے اسی عظیم الشان سپہ سالار امام مہدی اور مسیح موعود کے چوتھے جانشین حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ الودود نے عالم اسلام سے زخم کھانے کے بعد بھی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق ہونے اور امت محمدیہ کا درد رکھنے کے ناطے نہ صرف ان کے ضمیر کو جھنجوڑا بلکہ الٰہی فراست کے نور سے ان کی بروقت راہنمائی فرمائی۔ کالم نگاری یا سیمینار کا موضوع بننا تو چھوٹی سے بات ہے اس الٰہی تائید یافتہ عظیم روحانی امام نے تو عالمگیر سطح پر لگی لپٹی رکھے بغیر جہاں بڑی طاقتوں کو ان کی طاقتوں کے صحیح استعمال اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں صرف کرنے کی حسین تعلیم دی وہاں تیسری دنیا کے ممالک کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا عظیم درس دیا اس ضمن میں آپ کے خطبات تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے امت محمدیہ کو متنبہ کیا۔

"پس میں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں، یہ پرزور اور عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ تمام عالم اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے بس مہروں کی طرح کھیل رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے تقویٰ کو پکڑیں اور حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو جو آج دنیا میں ذلت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور تمسخر کا سلوک ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے، تمام دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں بڑی حقارت سے عالم اسلام کو دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھوں میں اسی طرح ہیں جس طرح بلی

کے ہاتھوں میں چوہا ہوا کرتا ہے اور جس طرح چاہیں ہم ان سے کھیلیں اور جب چاہیں سوراخ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس کو دبوچ لیں یہ وہ معاملہ ہے جو انتہائی تذلیل کا معاملہ ہے۔ نہایت ہی شرمناک معاملہ ہے اور عالم اسلام پر داغ پر داغ لگتا چلا جارہا ہے اسلام کی عزت اور وقار مجروح ہوتے چلے جارہے ہیں اس لئے خدا کا خوف کریں اور اسلام کی تعلیم کیطرف واپس لوٹیں اس کے سوا اور کوئی پناہ نہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3۔ اگست 1990ء بحوالہ خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صفحہ 10۔11)

پھر آپ خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس ضمن میں میں آپ کو ایک خوشخبری بھی دینا چاہتا ہوں کہ جو نصیحت میں نے کی ہے یہ نصیحت حقیقت میں آج میرے مقدر میں تھی کہ میں ضرور کروں اور خدا نے اس کا آج سے بہت پہلے فیصلہ کرلیا تھا چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود........ حمامۃ البشریٰ میں یہ لکھتے ہیں کہ:-

(ترجمہ) یعنی میرے رب نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور الہام کیا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں اور انشاء اللہ مجھے اس معاملہ میں کامیاب و کامران پائیں گے۔

پس خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود....... کو جس فریضہ کی ادائیگی پر مامور فرمایا۔ آج آپ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے میں آپ کی نمائندگی میں اس فریضے کو ادا کر رہا ہوں اور میں اس الہام کی خوشخبری کی روشنی میں تمام عالم اسلام کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ ان عاجزانہ، غریبانہ نصیحتوں پر عمل کریں گے تو بلا شبہ کامیاب اور کامران ہونگے اور دنیا میں بھی سرفراز ہونگے اور آخرت میں بھی سرفراز ہونگے لیکن اگر خدا نخواستہ انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلام کے مفادات کو پرے پھینک دیا اور اسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو دنیا اور خدا کے غضب سے بچا نہیں سکے گی۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کیطرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بے قراریاں اور کروب دور فرمائے جن میں آج مجھے یقین ہے کہ ہر احمدی کا دل مبتلا ہے"

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صفحہ 32)

چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی یہ نصیحت سخت درد و کرب میں ڈوبی ہوئی گہرے دلی جذبات اور ہمدردی پر مبنی خالص ربانی تائید سے کی گئی تھی۔ اس لئے اہل بصیرت اور اہل دانش پر اس نے گہرے نقوش چھوڑے چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

"آج بھی دنیا میں جو حالات گذر رہے ہیں ان میں جماعت احمدیہ جو موقف اختیار کر رہی ہے اس موقف کی تائید میں بعینہ ہر ملک سے تائید کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ مجھے ابھی دو دن پہلے ایک بڑے مغربی